رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوقِ ادب

مولانا محمد نذیر خان
استاذ جامعہ محمدیہ، اسلام آباد

ادب، رخ اخلاق کے جمال اور زبانِ انسانی کی شیرینی اور مٹھاس کا نام ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک طرف زبانِ انسانی سے نکلنے والے الفاظ وکلمات کو حسن اور زینت بخشتی ہے، تو دوسری طرف اس کی تہذیب وثقافت، رہن سہن، اور بود وباش کی عکاسی کرتی ہے، مختصر یہ کہ کسی بھی قوم کی تہذیب وتمدن، اخلاقی قدریں، ماحول کا معیار اور اس کے معاشرہ کی فکری بلندی یا پستی جانچنے کے لئے ادب ایک آئینہ کا کام دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات چونکہ مجمع المحاسن اور خوبیوں کا مجموعہ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک حق تعالیٰ جل شانہ کی ترجمان، نیز قرآن کریم اور سنت کے ذریعہ بگڑی اور راہ حق سے بھٹکی انسانیت کو راہ راست پر لانے اور فرسودہ تہذیبوں کے ظلمت کدہ میں اسلام وایمان کی ابدی سعادتوں کی قندیلیں روشن کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور فرض منصبی تھا۔ اس لئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے فکر انگیز ہونا ضروری تھا، وہاں آپ کا اسلوب دعوت، طرز گفتار کا بھی اثر انگیز ہونا لازم تھا، جس میں ایک طرف صدق ویقین کی روشنی ہو تو دوسری طرف اس کے حرف حرف، لفظ لفظ میں زبان وادب کی چاشنی، نیز اپنے سوا غیروں کو عجم (گونگے) سمجھنے اور کہنے والے عربوں پر اتمام حجت کے لئے بھی یہ ضروری تھا۔ وہ آپ کی دیگر خوبیوں، کریمانہ اخلاق، محبت بھرا برتاؤ، صدق وامانت کی بلندی، دیانت ومعاملات کی صفائی سمیت خوبصورت طرز گفتار اور فصیح وبلیغ انداز تکلم کے سامنے بھی سجدہ ریز ہونے پر مجبور ہو جائیں، اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مبارکہ کو جہاں دیگر اوصاف وکمالات سے مرقع فرمایا تھا، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک، لسانِ صدق، وحی الٰہی کی ترجمان کو علم وادب اور شیریں گفتاری کی ایسی صفت ودیعت فرمائی تھی کہ جہاں آپ کی دلکش اور خوبصورت گفتگو، سنہرے الفاظ اور لعل وگہر سے بھی قیمتی کلمات سامعین کی سماعتوں میں رس گھولتے تھے، وہاں مخالف سے مخالف بھی آپ کی گفتگو سننے کے بعد یہ کہنے

پر مجبور ہو جاتا تھا:

کانک قد خلقت کما تشآء

یا یوں کہیے:

خطبے ہیں کہ ساون کے اُمڈتے ہوئے دریا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے اپنے اوپر اس نعمت خداوندی کا تشکر بھرے لہجہ میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: "أدبني ربي فأحسن تأديبي "(۱) "میرے پروردگار نے مجھے علم وادب سے نوازا پس خوب نوازا" اور واقعہ بھی یہی ہے کہ دست قدرت کی فیاضی اور نوازش نے اپنے حبیب پاک مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم وادب کے بے مثال اور لازوال خزانے عطا فرما رکھے تھے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا ہے"۔(۲) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والے جملے بسا اوقات بڑے مختصر ہوا کرتے تھے، لیکن ان میں علوم معرفت کے کئی کئی خزانے پنہاں ہوا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین سیدنا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت وبلاغت کا یہ عالم تھا کہ میں نے عربی ایسی وسیع زبان کا بھی خوبصورت جملہ، حسین ضرب المثل اور معنی خیز محاورہ ایسا نہیں سنا، جو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایک بار یا کئی بار نہ سنا ہو"۔(۳) ظاہر ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت وبلاغت کا یہ عالم ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ جیسے زبان داں اور امام لغت بھی اس پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کر رہے ہیں تو مجھ جیسے طالب علم کی کیا مجال ہو سکتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وادب کے بحر بیکراں میں اُترنے کی کوشش کرے؟ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلام سے "ادب" کے موتی چن کر اہل علم کے علمی ذوق کے گلے کی مالا جپنا میرے جیسے ناقص العلم، سیاہ کار کے بس کا روگ نہیں، بلکہ یہ تو ان اہل علم وفضل کا منصب ہے، جو علم وعمل کے ساتھ زبان وبیاں کے اسلوب سے بھی خوب واقف اور شناسا ہوں، رہا یہ ذرہ بے قیمت، طالب علم تو

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم　　در حیرتم دھقاں بچہ کار کشت مارا

تاہم اس سرسبز وشاداب اور سدا بہار گلستان کی سیر سے دور رہ کر بھی گذارہ نہیں، بلکہ یہاں تو وہ شخص بھی خوش نصیب ہے، جس کو گلستان نبوت کی کسی چھوٹی سی کلی، کسی پھول کی پنکھڑی، کسی لہلہاتے صنوبر کی شاخ، کسی مشک بار چمبیلی، کسی عطر افزاء یاسمین کی ایک ہلکی سی مہک بھی نصیب ہو جائے، بلکہ جن کانٹوں نے اس باغ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و سیکورٹی کا فریضہ سرانجام دیا، وہ بھی صدر شک جنت اور قابل افتخار ہیں کیونکہ:

پھولوں کے ساتھ وہ بھی پلے ہیں بہار میں!

اس لئے اپنی کم علمی، بے مائیگی اور بے عملی کے صدہا اعتراف کے باوجود بھی آقائے دو جہاں کے اس گلستان سے

چند کلیاں اٹھانے اور پھر انہیں اپنے نامۂ اعمال میں سجا کر ''ذریعہ نجات'' اور ''سامان سعادت'' بنانے کی کوشش کروں گا، اور اپنے تئیں اس خوش فہمی میں مبتلاء رہوں گا کہ:

ملا ہے جب سے ہمیں نقشِ پا محمدؐ کا — خزانے ہیچ نظر میں زمانے بھرے ہوئے

کالکا پرشاد نے کیا خوب کہا:

گر شمس و قمر کو کوئی ہاتھوں پہ اٹھائے — کونین کی دولت کو وہ دامن میں چھپائے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے! — نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگا لے!

پس اسی مقصد کے تحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والے چند ''موتی'' ملاحظہ فرمائیں۔

1......صحیح بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماں شریک چھوٹے بھائی اور حضرت ابوطلحہؓ کے بیٹے ''عمر'' نے نغیر نامی ایک پرندہ پال رکھا تھا، (اردو میں اسے بلبل کہا جاتا ہے) جس سے وہ کھیلتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمر بن ابی طلحہ سے اکثر دل لگی فرمایا کرتے تھے۔ وہ پرندہ مر گیا، یا کہیں اُڑ کر چلا گیا، جس کی وجہ سے عمر بن ابی طلحہ کافی رنجیدہ دکھائی دینے لگے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ دل لگی ان سے فرمایا: یا أبا عمیر! ما فعل النغیر؟ (۴) (ابوعمیر! اس بلبل کا کیا بنا؟) اب بظاہر دیکھنے میں یہ ایک مختصر سی حدیث ہے، جس کے کل حروف بیس سے زائد نہیں، لیکن محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس سے ایک سو مسائل نکالے ہیں، چنانچہ مشہور محدث علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

''زبان نبوت سے نکلے ہوئے ان الفاظ سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں: جس کی اولاد نہیں، اس کی بھی کنیت رکھنا جائز ہے، مزاح کرنے کی گنجائش ہے، گفتگو میں بلا تکلف سجع بندی ممنوع نہیں''۔ (۵)

2......اسی طرح ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو چند نصیحتیں فرمائیں، مثلاً: ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت مانگو، اور دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنا مت کرو، آخر میں فرمایا: خوب سمجھ لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے، اب حدیث کا یہ مختصر جملہ ''اعلموا أن الجنة تحت ظلال السیوف'' (۶) پڑھنے اور لکھنے میں انتہائی مختصر ہے اور واقعۃً الفاظ کے اعتبار سے کوئی زیادہ طویل نہیں، لیکن اس مختصر الفاظ کے پیچھے علوم و معرفت کے کئی خزانے چھپے ہوئے ہیں چنانچہ امام قرطبی فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نبوت، لسان صدق سے نکلا ہوا یہ مختصر سا جملہ انتہائی مختصر اور نفیس، جامع ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کی بھی کئی اقسام پر مشتمل ہے، چنانچہ اس میں ایک طرف زبان و ادب کی چاشنی، الفاظ کی شیرینی اور لہجہ کی مٹھاس ہے تو دوسری طرف جہاد پر ملنے والے بے پایاں

اجر وثواب، شوق شہادت کی ترغیب، دشمن سے لڑنے کا طریقہ، تلواروں کے استعمال کا انداز، نیز ایسے مواقع پر مل جل کر لڑنے کے فوائد اور کئی طرح کے مسائل پنہاں ہیں"۔(۷)

3......ایک جگہ ارشاد فرمایا: مؤمن مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے۔(۸) اہل علم فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مختصر سے ارشاد مبارک سے کئی معاشرتی بیماریوں کا علاج فرمایا ہے۔

ا......جس طرح آئینہ عام حالات صاف اور شفاف ہوتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کا دل بھی دوسرے مسلمان کے بارے میں صاف اور شفاف رہے۔

۲......جس طرح آدمی جب آئینہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، تو وہ خاموشی سے اُسے اس کا عیب دکھاتا ہے، لیکن جب وہ سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ پکار کے نہیں بتلاتا اسی طرح مومن کو بھی چاہیئے اگر دوسروں میں کوئی عیب دیکھے انتہائی خاموشی سے اسی کو بتائے اور اس کے علاوہ اوروں میں اس کی غیبتیں کرتا نہ پھرے۔

۳......جس طرح آئینہ عیب دکھاتا ہے اسی طرح اگر دیکھنے والے میں عیب نہ ہو، تو وہ اس کے حسن دکھانے میں بھی بخل سے کام نہیں لیتا، پس مؤمن کی نظر بھی ہمیشہ اپنے بھائی کی کمی کوتاہیوں پر نہ ہو، بلکہ وہ اس کی خوبیوں کو بھی دیکھے۔

۴......جس طرح آئینہ پرانے عیب بار بار نہیں دکھاتا، اسی طرح مؤمن کے بھی شایان شان نہیں کہ وہ کسی دوسرے مومن بھائی کے پرانے عیب یاد دلا کر اُسے عار دلائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو میں بسا اوقات ایسی خوبصورت اور بلیغ تشبیہات اور مثالیں بیان فرماتے تھے کہ جہاں وہ ممثل لہ (جس کی مثال دی جارہی ہے) کے عین مطابق ہوتی، وہاں ادب کے بھی اعلیٰ معیار پر فائز ہوتیں اور با ذوق قاری چودہ صدیوں کے بعد بھی ان میں موجود چاشنی، شیرینی اور تازگی کو محسوس کر لیتا ہے اور دادِ تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکتا، مثلاً: یہ ایک عام معاشرتی اصول ہے کہ شادی کے لئے اچھے خاندان اور شریف گھرانے کا انتخاب کیا جانا چاہیے اور بُرے افراد اور خاندانوں سے رشتوں کا بندھن نہیں جوڑنا چاہیے، کیونکہ ایسے افراد سے رشتہ داری کے بعد عموماً رشتوں کا تقدس برقرار نہیں رہتا، بلکہ بسا اوقات ایسے رشتے وبال جان اور لوہے کے چنے ثابت ہوتے ہیں، جنہیں اُگلتے بنتی ہے، نہ نگلتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاشرتی اصول کو کتنی خوبصورتی سے بیان فرمایا: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: خبردار! کوڑے پر اگنے والے سبزہ (کی رنگینی اور شادابی سے دھوکہ میں مت آؤ بلکہ اس) سے بچو! صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کوڑے پر اگنے والا سبزہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برے خاندان کی خوبصورت عورت۔(۹)

۲......حضرت انجشہؓ مشہور صحابی ہیں، غضب کے حدی خوان تھے اور ان کی آواز میں بلا کا جادو تھا، ایک دفعہ انہوں نے حدی خوانی شروع کر دی اور حضرات ازواج مطہرات امہات المؤمنینؓ اونٹوں پر سوار تھیں، جس سے ظاہر ہے کہ

اونٹوں کی رفتار میں تیزی آگئی، اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: انجشہؓ! ذرا خیال سے، کیونکہ اونٹوں پر نازک آبگینے رکھے ہوئے ہیں۔(۱۰) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی خوبصورت تشبیہ دی)۔

۳.....ایک دفعہ فرمایا: تمام لوگ باہم کنگھی کے دانتوں کی طرح برابر ہیں۔(۱۱)

نیز جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی گفتگو مبارک انتہائی شستہ، مدلل، سلیس اور پر مغز ہوتی تھی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی گفتگو، جو معنی خیز جملوں پر مشتمل ہو اور ایسے اشعار جو حکمت سے لبریز ہوں پسند فرماتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد مبارک ہے: ''بلا شبہ بعض گفتگو جادو اثر ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں''۔(۱۲)

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن کلام، حسن سیرت اور حسن عادت واخلاق کی طرح حسن منظر بھی بہت پسند تھا، چنانچہ شمائل کبریٰ میں ابونعیم، ابن سنی اور فیض القدیر کے حوالہ سے لکھا ہے: حضرت سعد ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرسبز وشاداب منظر، رواں پانی کو دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا(۱۳) اور قریب قریب یہی بات سیدنا انس بن مالکؓ نے بھی کہی ہے۔(۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق شعر وسخن:......سیرت وتاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مخصوص شعراء تھے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعرانہ خدمات لیا کرتے تھے، ان میں سے پہلے سیدنا حسان بن ثابتؓ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کے ساتھ کفار کی یاوہ گوئیوں کا جواب بھی دیا کرتے تھے، ان کا مشہور قصیدہ، سیرت واحادیث کی تقریباً اکثر کتب میں مذکور ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ سے فرماتے تھے: ''ان (کفار) کی بدزبانی کا جواب دو، جبریل بھی تمہارے ہم نوا ہیں''۔ ایک بار دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اے اللہ! جبریل کے ذریعہ حسان کی مدد فرما''۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''حضرت حسان کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منبر لگا دیا جاتا، جس پر وہ بیٹھ کر اشعار پڑھا کرتے تھے''۔(۱۵)

دوسرے صحابی سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ ہیں، آپؓ کفار کو عار دلانے والے اشعار پڑھا کرتے تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں: ''جب عبداللہ بن رواحہ نے اشعار پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہت اچھے شعر پڑھتے ہو''۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ شعر پڑھتے ہوئے جارہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ　　　الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ　　　ویذھل الخلیل عن خلیلہ (۱۶)

یعنی ''اے کفار کے بچو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے ہٹ جاؤ، (کیونکہ) آج کے دن ہم ان کی آمد پر

تمہیں ایسی مار ماریں گے کہ جو کھوپڑیوں کو سروں سے جدا کردے گی اور دوست کو اس کا دوست بھلادے گی"۔

سیدنا عمرؓ کے منع کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہنے دو عمر، ابن رواحہ کے الفاظ کفار کے دلوں میں تمہارے نیزوں سے بھی سخت لگتے ہیں۔(۱۷)

تیسرے صحابی حضرت کعب بن مالکؓ ہیں یہ کفار کو قتال و جہاد سے خوفزدہ کرنے والے اشعار پڑھا کرتے تھے۔(۱۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منظوم کلام:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے نہ ہی شاعری آپ کے شایان شان تھی، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاذ و نادر طور پر کبھی کبھار شعر پڑھا کرتے تھے، عموماً دوسروں شعراء کے اشعار بطور تلذذ کے پڑھتے تھے، غزوہ اُحد کے موقعہ پر جب آپ کی انگلی مبارک زخمی ہوئی اور خون بہنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھا:

هل أنت إلا اصبع دميت ۔۔۔ وفي سبيل الله ما لقيت (۱۹)

یعنی "تم ایسی انگلی ہو، جو راہ خدا میں زخمی ہو کر خون آلود ہو گئی ہے"۔

فتح الباری اور جمع الوسائل میں لکھا ہے کہ یہ شعر عبداللہ بن رواحہؓ کا ہے۔(۲۰) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: اگر یہ شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایک آدھے شعر سے آدمی شاعر نہیں کہلاتا۔(۲۱)

نیز غزوہ حنین میں جب تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور صحابہ کرامؓ وقتی طور پر پیچھے ہٹ گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردانہ وار آگے بڑھتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

أنا النبي لا كذب ۔۔۔ أنا ابن عبد المطلب (۲۲)

"میں عبدالمطلب کا بیٹا اور سچا رسول ہوں"۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے:

ويأتيك بالأخبار من لم تزود

پورا شعر یوں ہے:

ستبدى لك الايام ما كنت جاهلا ۔۔۔ ويأتيك بالأخبار من لم تزود

"ایام زمانہ تمہارے سامنے وہ خبریں ظاہر کریں گے جن سے تم بے خبر تھے اور تمہارے پاس خبریں لے کر وہ لوگ آئیں گے، جنہیں تم نے زادراہ دے کر نہیں بھیجا ہوگا"۔(۲۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مجلس شعر و سخن:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اوقات میں صحابہ کرامؓ سے اشعار پوچھتے، سنتے اور ان پر تبصرہ بھی فرماتے، چنانچہ سیدنا کعب بن زبیر، فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے، تو آپؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں وہ لافانی قصیدہ کہا، جس کی عربی

ادب میں آج بھی گونج سنائی دیتی ہے، قصدہ کا حسین مطلع یہ ہے:

بانت سعاد فقلبي اليوم مبتول　　متيم أثرها، لم يفل مكبول (۲۴)

یعنی "سعاد جدا ہوئی پس آج میرا دل غمزدہ، پژمردہ اور ایسی گھٹن میں ہے، جس کا کوئی مداوا نہیں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کندھے سے اتار کر ان کو انعام میں دے دی، یہ چادر ان کے ہاں بڑے عرصہ تک رہی، بعد میں سیدنا امیر معاویہؓ نے ان کے بیٹوں سے بیس ہزار درھم میں خریدی، چنانچہ خلفاء بنو امیہ عیدین کے موقع پر اسے پہنا کرتے تھے۔

حضرت جابرؓ بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سو سے زائد بار بیٹھا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ مسجد میں زمانہ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے، اشعار پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سن کر مسکرا دیتے (۲۵)۔ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبیلہ خزرج کے لوگوں کی مجلس میں تشریف فرما تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قیس بن حطیم کا قصیدہ سننا چاہا، مجلس میں کسی نے وہ قصیدہ سنانا شروع کر دیا، جب وہ اس شعر پر پہنچے:

أجالدهم يوم الحديقة حاسراً　　كأن يدي مخراق لاعب

یعنی "میں حدیقہ کے دن ننگے سر (جنگی ٹوپی اور لباس کے بغیر) تلوار ہاتھ میں لئے دشمنوں سے ایسے لڑ رہا تھا، جیسا کہ میرا ہاتھ ایک کہنہ مشق، تجربہ کار کھلاڑی ہے"۔

یہ شعر سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا: واقعۃً وہ ایسا ہی لڑا تھا؟ تو ثابت بن قیس نے کہا: خدا کی قسم! واقعۃً یہ ہمارے خلاف اسی طرح ہی لڑا تھا۔ (۲۶)

حضرت شرید بن سوید الثقفیؓ کہتے ہیں کہ: میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ بن صلت کے اشعار سنانے کی فرمائش کی، میں سناتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید، مزید فرماتے رہے، یہاں تک کہ میں نے پورے سو شعر سنا ڈالے۔ (۲۷)

امیہ بن صلت مخضرمی شاعر تھا، زمانہ جاہلیت میں یہ توراۃ، انجیل و دیگر آسمانی صحائف کا عالم تھا۔ بہت بڑا زاہد تھا، خطوط کے شروع میں "باسمك اللهم" سب سے پہلے اس نے لکھنا شروع کیا تھا، عیسائیوں کے دیگر علماء کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آشنا ہونے کے باوجود ایمان نہ لا سکا، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے جب امیہ کا یہ شعر:

ذالك النعماء والفضل ربنا　　فلا شيء أعلى منك حمدًا و مجداً

یعنی "اے ہمارے پروردگار یہ سب تیری نعمتیں اور فضل ہے اور تجھ سے بڑھ کر تعریف اور بزرگی کا لائق کوئی نہیں"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ایمان لانے کے قریب تھا۔ ایک بار فرمایا: اس کے شعر تو مسلمان ہو گئے تھے، لیکن اس کا دل کافر رہا۔ (۲۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ شعر:......لبید عربی زبان کا مشہور شاعر گزرے ہیں۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں ان کی شرافت بڑی مشہور تھی، بڑی لمبی عمر پائی، مورخین نے لکھا ہے کہ وفات کے وقت یہ 140 یا 157 سال کے تھے خود ہی اپنی اس عمر دراز کے بارے میں کہا کرتے تھے:

ولقد سئمت من الحياة وطولها　　　وسؤال هذا الناس كيف لبيد؟ (۲۹)

یعنی "تحقیق میں دو باتوں سے سخت اکتا گیا ہوں، ایک تو اپنی دراز عمر اور اوپر سے ان لوگوں کا (بار بار) پوچھنا کہ (اب) لبید کا کیا حال ہے؟

ان کا یہ شعر: "ألا كل شيء ما خلا الله باطلا" (خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد پسند تھا، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لبید نے کتنی سچی بات کہی ہے۔ (۳۰)

پورا شعر یوں ہے:

ألا كل شيء ما خلا الله باطلا　　　وكل نعيم لا محالة زائل

یعنی "خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے اور ہر عیش ختم ہونے والی ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب کو نہ صرف پسند فرمایا، بلکہ اپنی امت کو بھی اس کے حصول کی ترغیب دی، چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "کوئی بھی والد اپنی اولاد کو علم و ادب سکھانے سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک اور مزاج عالی کا اثر تھا، کہ صحابہ کرام میں سے کئی حضرات کا ذوق ادب بہت مشہور اور نمایاں ہوا کرتا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات، صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ کے ذوق ادب کا یہ عالم تھا کہ آپؓ کو صرف لبید کے ایک ہزار اشعار یاد تھے اور یہ تعداد دوسرے شعراء کے اشعار کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ (۳۱)

سیدنا عمر فاروقؓ تو ادب کا بڑا لطیف اور نفیس شوق رکھتے تھے۔ چنانچہ علامہ جاحظ نے لکھا ہے کہ: ایک دفعہ آپؓ کی مجلس میں ادسیہ کا یہ واقعہ کسی نے سنایا کہ: اس سے کسی نے پوچھا: دلکش منظر کون سا ہوتا ہے؟ تو ادسیہ نے جواب میں کہا: "قصور أبيض في حدائق خضر" (سرسبز و شاداب باغات میں سفید محل کا منظر) سیدنا عمرؓ نے اس پر فوراً ہی عدی بن زیاد عبادی کا یہ شعر پڑھا:

كدمي العاج في المحاريب أو كالـ　　　بيض في الروض زهرة مستنير (۳۲)

یعنی ''جیسے محراب میں عاج کے نشانات یا مسکراتے پھولوں کے باغ میں سفید محل ہوتا ہے''۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ سیدنا عمرؓ نے مجھ سے پوچھا: آپ سب سے بڑے شاعر کے شعر پڑھتے ہیں؟ میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ آپؓ نے زہیر کا ایک شعر پڑھا اور فرمایا: ان کے اشعار میں نامانوس الفاظ، یا پیچیدگی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ مدح سرائی میں استحقاق سے بڑھ کر مبالغہ کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ: اس کے بعد مجھ سے شعر سنانے کی فرمائش کی اور میں سناتا رہا، اور اسی گل نحب میں صبح ہوگئی۔ (۳۳)

ایک دفعہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ لوگوں سے کسی ایک آیت کی تفسیر پوچھی، سارا مجمع خاموش رہا، ایک بوڑھے نے اس کا مطلب بتا دیا اور ساتھ ہی دلیل کے طور پر ابو کبیر ھذیلی کا شعر بھی پیش کیا، جس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی شاعری سے تعلق قائم رکھو، کیونکہ اس میں تمہاری کتاب قرآن کریم کے الفاظ کے معانی اور تفسیر مل جاتی ہے۔ (۳۴)

سیدنا عباسؓ کو تو ادب سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا، پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو کسی کے اشعار کا دیوان اٹھا لیتے اور فرماتے: تمہیں اگر قرآن پاک کی کسی آیت کے معنی سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو اس کے معانی جاہلیت کے اشعار میں تلاش کرو، کیونکہ وہ عرب کا دیوان اور معیار ہے۔ (۳۵)

ایک دفعہ زیاد نے اپنے بیٹے کو امتحان کے لئے سیدنا امیر معاویہؓ کی خدمت میں بھیجا، سیدنا امیر معاویہؓ نے امتحان لیا تو وہ تمام فنون میں بڑا ماہر نکلا، البتہ اسے اشعار یاد نہ تھے، اس پر امیر معاویہؓ نے زیاد کو لکھا:

> ''تمہیں کس چیز نے اس کو شعر و شاعری سکھانے سے روکا ہے؟ خدا کی قسم! شعر کی وجہ سے تو سرکش آدمی نیک، بخیل اور کنجوس شخص سخی اور بزدل آدمی بہادر اور شجاع بن جاتا ہے۔'' (۳۶)

ادبی ذوق کے یہ چند نمونے تھے ورنہ سلف صالحین کی ادبی خدمات سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، موجودہ زمانے میں دوسرے شعبوں کی طرح یہ شعبہ بھی اپنے ان حقیقی وارثوں اور قدر دانوں کا منتظر ہے، جو اسے قلم فروشوں کی، شاہوں کی قصیدہ خوانی یا فکری آوارگی اور حیا سوز کہانیوں کے تحت الثری سے نکال سکیں، گو کہ اس میدان میں اب بھی چند اہل علم، اہل قلم، مقدور بھر کاوشیں کر رہے ہیں۔

.... حوالہ جات ....

(۱)......کشف الخفاء للعجلوني: ۱ /۷۲(۲)......الصحيح للإمام مسلم ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحديث: 523(۳)......البيان والتبيين (٤)......الحديث أخرجه البخاري في صحيح ، كتاب الأدب ، باب الإنبساط إلى الناس ، حديث نمبر: 5778ومسلم في صحيحه، كتاب الأدب: ۲/ ۲۱۰(۵)......شرح النووي على مسلم : ۲/ ۲۱۰(٦)......صحيح مسلم كتاب الجهاد ،

حدیث نمبر: 4517(۷)......ملخص من تکمله فتح الملهم : 32/3(۸)......سنن أبي داود ،باب النصیحة: 4918(۹)......شمائل کبریٰ: 229/4(۱۰)......صحیح بخاري ،کتاب الأدب ،باب المعاریض: 6211(۱۱)......مسند الشهاب القضاعي، رقم الحدیث : 186(۱۲)......صحیح بخاري باب أخطبه: 5146(۱۳)......شمائل کبریٰ: 232/4(۱٤)......سبیل الهدی بحواله سنن کبریٰ: 232/4(۱۵)......صحیح مسلم: 301,300/2(۱٦)......مسند أنس بن مالك : 1257 صحیح ابن حبان: 4521(۱۷)......سنن النسائي: 2893(۱۸)......طحاوي: 72/2 شمائل کبری : 131/4(۱۹)......صحیح بخاري مع فتح الباري: 225/7(۲۰)......فتح الباري: 225/7(۲۱)......جمع الوسائل : 37-36(۲۲)......صحیح بخاري کتاب الجهاد و سیر، باب من قاد دابة غیره ،رقم الحدیث: 2864(۲۳)......طبقات ابن سعد: 1/ 383 وسنن ترمذي کتاب الأدب ، باب ماجاء في إنشاد الشعر: 2848(۲٤)......سیرت ابن هشام ،باب قدوم کعب علی الرسول: 503/2(۲۵)......طبقات ابن سعد : 1/ 382(۲٦)......الأغاني : 163/2(۲۷)......جمع الوسائل : 44(۲۸)......جمع الوسائل : 44(۲۹)......الروض الأنف ،باب حدیث نقض صحیفه : 3/ 350 (۳۰)......صحیح بخاري کتاب الأدب،صحیح مسلم: 239/2(۳۱)......سیرت أم المومنین عائشةؓ للعلامة الندوي(۳۲)......البیان و التبیین: 200/1(۳۳)......الأغاني :2 /147(۳٤)......الشعر والشعراء : 93/1 (۳۵)......العقدالفرید: 6/ 124 تاریخ أدب الجاهلي : 1/118(۳٦)......العقدالفرید: 6/ 124 تاریخ أدب الجاهلي: 118/1،ومصادر الشعر الجاهلي، الفصل الأول :201/1

☆......☆......☆

(کورس)
اکسیر جگر
(پریکٹیشنرز حضرات رابطہ کریں)

یہ کورس خاص طور پر ہیپاٹائٹس "سی" کو
3 ماہ میں "نیگیٹو" کر دیتا ہے۔
مزید "جگر" کے تمام امراض میں مؤثر ترین کورس
ہے جو چند روز میں مریض کو تازہ دم کر دیتا ہے
بھرپور اعتماد کے ساتھ استعمال کیجیے!

حکیم حافظ سید محمد احمد (لاہور)
042-38477326
0332-8477326